سہیل لون بنام سہیل وڑائچ

جون میں " لُو" اور "لوڈشیڈ نگ" سے ستائی عوام کی روحوں کو مزید گھائل کرنے شمشیر نما بجٹ بھی جلاد حکمرانوں کی میان سے باہر آ کر اپنا آخری کارگروار کر کے قوم کو لہولہان کر گیا۔ پہلے تو یہ ظلم سال میں ایک بار ہی ہوتا تھا۔ جس کے بعد عوام "نیئے زخم" کے لیے سال بھر میں اپنے آپ کو دوبارہ تیار کر لیتی تھی لیکن اب منی بجٹ کی نیزہ زنی غریب عوام کے نرم و نازک جسموں کو روزانہ چھیدتی دکھائی دیتی ہے۔ جس پر دہشت گردی کی نمک پاشی زخم کو نیا بجٹ آنے تک ہرا ہی رکھتی ہے۔ ہر نئی حکومت مہنگائی، بے روزگاری اور عدم تحفظ کی دلدل میں گردن تک پھنسی عوام کو تحفے میں مزید " سنگ ظلمات" دے کر ان زندہ لاشوں کو "ڈرون" کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ خود ساختہ مسائل کی اس دلدل میں غرق ہوتی ان زندہ لاشوں کو کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ کون ہے جو ہاتھ بڑھائے اور عوام کو اس دلدل سے باہر نکالنے کی مسیح کا فریضہ سرانجام دے۔ موجودہ حالات میں عوام کے لیے ایسا "نجات دہندہ" تو کیا دکھائی دے گا۔ مجھے مختار مسعود کی بات یاد آ جاتی ہے ''آواز دوست'' میں لکھتے ہیں وہ زمانے گئے جب عیسیٰ مردے زندہ کیا کرتے تھے اور خضر رستہ دکھایا کرتے تھے اب جو زندہ رہنے دے وہ عیسیٰ ہے اور جو رستہ دے دے وہ خضر۔ اس بات کو لکھے بھی دہائیاں بیت گئیں لیکن یہ ہمارے موجودہ معروضی حالات میں سو فیصد درست دکھائی دیتی ہے۔ قیادت کے دعویدار یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے بزرگوں نے "مسائلوں کی یہ دلدل" تیار کی اور پھر عوام کو اس میں دھکیل کر چنگیز اور ہلاکو کی طرح قہقہے لگاتے رہے۔ اگر کسی نے اپنی جان بچانے کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کی تو ان ظالم حکمرانوں کے ٹولے نے اس کو اپنے مکر و فریب کی زنجیروں میں جکڑ کر ہمیشہ کے لیے اس دلدل میں "دفن" کر دیا اور نہ ہی مزار بنا اور نہ جنازہ اٹھا انہوں نے اپنے خلاف اٹھنے والا سر بھی کچلا دیا اور دوسروں کو "سبق" بھی دے دیا کہ اس دلدل میں آنکھیں، کان اور زبان بند رکھ کے حالات کے رحم و کرم پر اپنی موت کا تماشا آہستہ آہستہ خود بھی دیکھو اور دوسروں کو بھی دکھاؤ۔ ورنہ وقت سے پہلے ہی "علامتی موت" مار دیئے جاؤ گے۔ اب حالات اس جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں اپنے مستقبل کو مکمل تباہی سے بچانے کے لیے عوام کو کوئی مثبت قدم اٹھانا اور کوئی حتمی فیصلہ جلد کرنا ہوگا۔ مگر افسوس کہ عوام اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ مسائل کی اس دلدل سے باہر کھڑا چند بے حسوں کا ٹولہ ہی ان کو اس عذاب سے نکالے گا۔ اسی لیے تو وہ بار بار ان کو مسلط کر کے ظلم کرنے کا لائسنس جاری کر دیتے ہیں سو ان کو تو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جو لوگ خود تو شاہانہ طرز زندگی میں آنکھ کھولیں اور زندگی کی ہر آسائش اُن کے در پر سجدہ ریز ہو، لفظ دکھ سے آشنا نہ ہوں، جنہوں نے کبھی عزت نفس کو مجروح ہوتے نہ دیکھا ہو، جن کو آٹے، دال اور چینی کے بھاؤ تک کا علم نہ ہو۔ ان کی نسلیں قومی زبان صرف اس لیے سیکھیں کہ آنے والے وقت میں الفاظ کے مکروہ جال میں عوام کو مزید الجھا کر ان پر حکمرانی کی تاریخ اور ظلم کی سیاہ رات کو طول دے سکیں۔ حکم صادر کرنے والے کیا جانیں کہ عام آدمی کے کیا مسائل ہیں اور ان کے شب و روز کیسے گزرتے ہیں۔ جو زندگی کو گزارے کی طرح گزار رہے ہیں۔ جب ان کو درد ہی نہ ہوا ہو تو وہ اس کا درد کا احساس کیسے کر سکتے ہیں؟ ان مسائل کا حل کیسے نکال سکتے ہیں جن سے وہ کبھی دوچار ہی نہ ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ تو سمجھتے ہیں کہ عوام کو مسائل میں الجھا کر رکھنے میں ہی ان

کی حکمرانی کی بقاء ہے۔اسی لیے وہ دن بدن اپنے اور عوام کے درمیان معاشی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی خلیج بڑھاتے جا رہے ہیں۔ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ کر "پہچاننے" کے لیے ضروری ہے کہ اس طبقاتی خلیج کو کسی طرح ختم یا کم کیا جائے۔ "آزاد میڈیا" کے اس دور میں اگر خلوص نیت سے عوام کے شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ کام "ناممکن" ہرگز نہیں۔بس ذرا جرات کی ضرورت ہے۔

کافی عرصے سے ایک نجی چینل پر ایک پروگرام "ایک دن ۔۔۔ کے ساتھ" بڑی باقاعدگی سے نشر ہو رہا ہے۔محترم سہیل وڑائچ صاحب اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کی بھی ممتاز شخصیات کے ساتھ "ایک دن" گزار چکے ہیں۔ویسے تو کہتے ہیں "چوپڑیاں تے نالے دو دو" ادھر تو معاملہ دو سے بھی آگے نظر آتا ہے۔دولت، شہرت، عزت، تفریح اور نت نئے "بڑے لوگوں" کے ساتھ انواع و اقسام کے لوازمات ...... جس سے سہیل وڑائچ صاحب کی صحت بھی عوامی مسائل کی طرح تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔اتنی دیر سے ایک ہی طرح کا پروگرام کرنے سے "بوریت" کا عنصر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے۔اس پروگرام کو "جدت اور تازگی" بخشنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں کوئی ایسی تبدیلی لائی جائے کہ تفریح کے ساتھ ساتھ اصلاحی پہلو بھی اس پروگرام کا حصہ بنیں۔یہ پروگرام عوام اور حکمران طبقے کے درمیان ایک "پُل" کا کام کرے۔دونوں کو ایک دوسرے کے مسائل اور طرز زندگی سے آگاہی ہو۔بس اس پروگرام کو ایک دن کی بجائے 2 دنوں کا کرنا ہوگا۔جس کے پہلے حصے میں کسی صنعتکار کا ''ایک دن مزدور کے ساتھ'' یا پھر وڈیرے کا ''ایک دن کسان کے ساتھ'' یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ حکمران طبقے کے کسی فرد کا ''ایک دن مصیبت زدہ کے ساتھ'' اور دوسرے حصے میں عوام سے کسی فرد کا حکمران طبقے کی نمائندگی کرنے والے کسی فرد کے ساتھ ایک دن ہو تو انتہائی خوبصورت پروگرام ہو سکتا ہے۔اس طرح دونوں کو ایک دوسرے کے شب و روز میں پیش آنے والی مشکلات کا حقیقی اندازہ ہو جائیگا۔لیکن شاید ہمیں ابھی بادشاہوں اور اُن کے طفیلیوں کے قصیدے لکھنے سے فرصت نہیں۔پروگرام کے پہلے حصے میں ایک عام شہری کی زندگی کو جزئیات سمیت دکھایا جائے اور دوسرے حصے میں اُسی شہری کے ٹیکسوں پر پلنے والے مفت خوروں کی پُر آسائش زندگی کو عوام کے سامنے پیش کیا جائے اور آخر میں سہیل وڑائچ دونوں کی زندگیوں کا تقابلی موازنہ پیش کریں تو کیا اچھی بات ہے۔یہ کام ہے تو قدرے مشکل مگر تھوڑی سی اخلاقی جرات اور قربانی مانگتا ہے۔اس میں ہو سکتا ہے سہیل وڑائچ کو بھی "ایک دن مزدور، کسان اور مصیبت زدہ کے ساتھ" گزارتے وہ درد محسوس ہو جو ان کو بالادست طبقات کے ساتھ ایک دن گزارتے ہوئے انہوں نے کبھی محسوس نہیں کیا۔اگر اس پروگرام کا دورانیہ طویل اور براہ راست ہو تو یہ کسی طور "Big brother" سے کم مقبول نہ ہو بشرطیکہ اس کو "سنسر" سے پاک نہ کیا جائے۔ایک عام شہری کی ''حکمران طبقے کی شاہانہ زندگی کا ایک دن'' تجرباتی طور پر دیکھ کر آنکھیں کھلیں گی تو ضرور ...... مگر حیرت سے کھلی کی کھلی بھی رہ جائیں گی۔دوسری طرف حاکم طبقے کی آنکھیں عوامی مسائل کو طبعی طور پر محسوس کر کے دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔عام انسان کی زندگی کو ایک دن کے لیے تجرباتی طور پر محسوس کرنے کے دوران کسی قسم کا پروٹوکول نہیں ہونا چاہیئے۔24 گھنٹے عام آدمی کی طرح ہر اس مشکل کا سامنا عملی طور پر کریں جو ایک غریب کا مقدر بنا دیا گیا ہے۔عوام کو دونوں کے تجربات براہ راست دیکھنے کو ملیں تو اس میں مزاح کے ساتھ تعمیری اور تفریح دونوں پہلو بھی شامل ہو جائیں گے۔ہماری قوم تو اس وقت ٹی وی چینلز پر ٹاک شوز دیکھ دیکھ کر انٹرٹینمنٹ کو ترس گئے ہیں۔سہیل وڑائچ

صاحب اوران کی ٹیم کو اگر اس میں میری معاونت کی ضرورت ہو تو بندہ ناچیز کارخیر میں حصہ ڈال سکتا ہے۔

ہمارے ملک پر چند مخصوص طبقات کا قبضہ ہے۔جن میں سیاستدان، بیوروکریٹس، عسکری قیادتیں، جاگیردار، صنعتکار، وڈیرے، سرمایہ دار ،ریاستی ملاں، گدی نشین اور اب کچھ عرصے سے میڈیا کے بھی چند لوگ شامل ہیں۔ ہر کوئی اپنے مفاد کے لیے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان ،اسلام، روشن خیالی اور ایسے کئی کھوکھلے نعرے دینے کے بعد عوام پر مسلط ہو کر ان کو بے وقوف بناتے جا رہے ہیں۔اگر کسی جاگیردار کو کسی مزارعے کے ساتھ ،صنعتکار کو مزدور کے ساتھ ،وڈیرے کو ہاری کے ساتھ، جرنیل کو سپاہی کے ساتھ،سیاستدان کو ایک عام ووٹر کے ساتھ، بیوروکریٹ کو کلرک کے ساتھ، سرمایہ دار کو کسی غریب کے ساتھ......انہیں کی طرز زندگی میں ایک شب و روز گزارنا پڑے تو ہو سکتا ہے کہ " ایک دن مزدور، کسان یا مصیبت زدہ کے ساتھ " گزار کر حکمران طبقہ آئندہ بجٹ کی شمشیر میان سے نکالتے وقت جلادانہ طبیعت میں رحم کا کوئی عنصر شامل کر لیں۔دوسری طرف عوام "ایک دن ۔۔۔کے ساتھ" گزار کر آئندہ الیکشن میں اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کر کے مہنگائی، بے روزگاری، عدم تحفظ اور غیر یقینی کی اس دلدل سے نکالنے والے کسی "مسیحا" کو تلاش کرنے کے قابل ہو سکیں جس کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

05 جون 2011ء

sohailloun@gmail.com